مولانا حافظ محمد قاسم حقانی

حرمین شریفین سے عقیدت ومحبت

پروفیسر رشید احمد صدیقی اپنی کتاب ''گنج ہائے گرانمایہ'' میں لکھتے ہیں۔''موت سے کسی کومفرنہیں لیکن جو لوگ ملی مقاصد کی تائید وحصول میں تادم آخر کرتے رہتے ہیں، وہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائیں، ان کی وفات قبل از وقت اور تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔''

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ پر یہ جملہ کامل طور صادق آتا ہے، آپؒ نے اپنی زندگی علم وادب کی نشرواشاعت اور ترقی وترویج کیلئے وقف کردی تھی، آنحضرت ﷺ اور حرمین شریفین سے آپ کی محبت دیدنی تھی۔ ۲۰۱۰ء میں والدمحترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ سفرحج پر تشریف لے گئے تھے، فانی صاحبؒ مبارکباد کے لیے جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے، اس وقت جوعلم وادب سے بھرپور مجلس ہوئی تھی، مولانا مفتی شاہ اورنگزیب حقانی نے اسے ضبط کیا تھا، وہی نذرِقارئین ہے......

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے، مولانا عبدالقیوم حقانی کو حج کی سعادت حاصل کرنے پر منظوم ہدیۂ تبریک پیش کیا، اس موقع پر انہوں نے مولانا عبدالقیوم حقانی کے تحریری کام کے حوالے سے ایک اہم بات یہ بھی ارشادفرمائی کہ:

''احقر نے اپنے والدمکرم صدر المدرسین شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم زروبویؒ کے انتقال کے بعد اپنی پہلی کتاب ''افاداتِ حلیم'' مرتب کرکے شائع کی تو حقانی صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے بار بار کہتے رہے کہ ''تم صاحبِ تصنیف بن گئے' تم صاحبِ تصنیف بن گئے''۔

میں نے عرض کیا: یہ کیا مشکل ہے تم بھی تو صاحبِ تصنیف بن سکتے ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے متعلق تمہاری آٹھ دس قسطیں ماہنامہ الحق میں چھپ چکی ہیں، انہیں مرتب کرلو تو تم بھی صاحبِ تصنیف بن جاؤگے۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ حقانی صاحب نے دوسرے روز ماہنامہ 'الحق' سے اپنے مضامین کی تمام قسطیں فوٹو کاپی کرالیں اور کام شروع کردیا، پھر مسلسل اضافے کرتے رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے مولانا حقانی کی شہرہ آفاق کتاب ''دفاع امام ابوحنیفہؒ'' مرتب ہو کر منظر عام پر آگئی۔ بڑی خوبصورت' دیدہ زیب' ٹائٹل زرد رنگ کا جاذبِ نظر کاغذ۔ میں نے دیکھا تو بے اختیار میرے منہ سے نکلا ''فَاقِعٌ لَّوۡنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيۡنَ (البقرة:٦٩) (خوب گہری جو دیکھنے والوں کو اچھی معلوم ہوتی

ہو) کا مصداق ہے۔ اس طرح گویا ''شاملِ جمالِ گل'' میں ہمارا لہو بھی ہے۔ پھر حقانی صاحب کا قلم مسلسل آگے بڑھتا رہا' استاذِ مکرم مولانا سمیع الحق مدظلہٗ برابر تشجیع وحوصلہ افزائی کرتے رہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی خصوصی نظرِ عنایت وتوجہ بھی انہیں حاصل رہی۔ ماہنامہ 'الحق' کی خدمت و ادارت نے ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشی اور وہ مسلسل ترقی وکمال کے منازل طے کرتے رہے اور ایسے چلے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا .... ؎

یارانِ تیز گام نے منزل کو جا لیا
ہم محوِ نالہ جرسِ کارواں رہے

ہاں! دفاع امام ابوحنیفہؒ جب پہلے پہلے منظرِ عام پر آئی تو معاصرین اور بعض اکابرین نے بھی اپنے حقِ نقد و جرح اور فطری معاصرت کے تقاضوں کو نبھایا۔ تب میں نے حقانی صاحب سے عرض کیا تھا: لوگوں کی تنقیدات و اعتراضات پر دل گیر نہ ہوں، اپنے کام اور مشن سے سروکار رہے یہ لوگ یا تو آپ کے بزرگ ہیں' ان میں آپ کے اساتذہ بھی ہیں' معاصرین ہیں تو وہ بھی اپنے کو آپ کا حصے دار اور شریکِ کار سمجھتے ہیں اور انہیں حقِ تنقید ملنا چاہیے ...... ؎

ہاں! میں نے لہو اپنا گلستان کو دیا ہے
مجھ کو گل و گلزار پہ تنقید کا حق ہے

حضرت فانیؔ صاحب نے ناظمِ دفتر سے شرح شمائل ترمذی اور توضیح السنن طلب کئے اور ارشاد فرمایا :

''شرح شمائل ترمذی' درسی اعتبار سے ایک عمدہ اور جامع و نافع اور کامل شرح ہے۔ اساتذۂ حدیث اور طلبۂ دورۂ حدیث اسے بے حد پسند کرتے ہیں۔ توضیح السنن ایک فائق و لائق عالمِ دین مجھ سے لے گئے ہیں اور پھر قبضہ کرلی ہے کہ میں اس سے استفادہ کرتا رہوں گا''۔

اسی مجلس میں حضرت والد صاحب کو وہ فارسی نظم بھی پیش کی، جوانہوں نے سفیر امن شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کو حج بیت اللہ سے واپسی پر استقبالیہ تقریب میں پیش کی تھی وہ بھی ملاحظہ ہو، علم وادب اور عقیدت ومحبت کا عظیم شہ کار ہے۔

مرحبا از گلشن محبوب رب العالمین:

مورخہ ۱۱/اکتوبر ۱۹۸۲ء کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ جب حج بیت اللہ شریف سے واپس تشریف لائے، تو آپ کے لئے قدیم دارالحدیث ہال میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر بندہ کی

فارسی نظم برادرِ مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے سنائی، جس پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ بہت محظوظ ہوئے۔ اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ بھی تشریف فرما تھے۔ وہ نظم درج ذیل ہے، جبکہ یہ نظم الحق بابت نومبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوچکی ہے۔ (فانی غفرلہٗ)

مرحبا اے زائر بیت الحرم خوش آمدی — مرحبا اے استاذ محترم خوش آمدی
مرحبا از مسکنِ محبوبِ ربّ العالمیں — مرحبا از مدفنِ محبوبِ ربّ العالمیں
مرحبا از مولدِ شمس الہدیٰ بدر الدجیٰ — مرحبا از مرقد خیر الوریٰ صدر العلی
مرحبا اے نورِ چشم شیخ و مولانائے ما — حج تو مبرور افتد بر درِ مولائے ما
مرحبا خوش آمدی از مہبط روح الامیں — از حریم مکہ و از وادئی بطحائے ما
مرحبا از روضۂ ختم الرسل محبوب کہل — و ز ریاض رشکِ جنت جنۃ المأوائے ما
مرحبا از کوئے آں یارے نگارے خوشترے — آں حبیبے آں طبیبے جملہ علّتہائے ما
مرحبا از جلوہ زارِ کعبہ و اُم القریٰ — آں خنک شہرے کہ بروئے جان و دل شیدائے ما
رحم کن مولا بہ فانؔی عاجز و بیچارۂ — برطفیل مصطفیؐ آں شاہد زیبائے ما
مرحبا از موردِ شمس الہدیٰ بدر الدجیٰ — مرحبا از مسجد خیر الوریٰ صدر العلی
مرحبا از گلشنِ محبوب رب العالمیں — مرحبا از موطن محبوب رب العالمیں
مرحبا اے صاحبِ معجز قلم خوش آمدی — از دیارِ سیّدِ فخر اُمم خوش آمدی

والد محترم کے ادارتی تحریر ''اسفارِ حج وعمرہ'' سے متاثر ہوکر عشق ووارفتگی کی تسنیم وکوثر میں ڈوبی ہوئی مکتوب ارسال کیا ہے قارئین اس سے بھی حظِ وافر حاصل کریں۔

وارداتِ قلب وجگر:

برادرِ محترم ومکرم حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانؔی زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! اُمید ہے مزاجِ گرامی بالخیر ہوں گے۔ ملاقات کے دوران ماہِ جنوری کے شمارۂ القاسم کا تذکرہ چھڑ گیا تھا، جیسا کہ راقم نے عرض کیا تھا کہ بندہ نے سرسری طور پر مضامین کے موضوعات اور عنوانات کا مطالعہ کیا ہے۔ ابھی بالاستیعاب نہیں دیکھا ہے، واپسی پر پرچہ اُٹھایا، اور ادارتی تحریر جو کہ سفر حج کے متعلق ہے اس کا مطالعہ شروع کیا۔ واہ عقیدت ومحبت اور عشق ووارفتگی کی تسنیم وکوثر میں ڈوبی ہوئی ایک

دلکش و دلربا اور حسین و دلنشین تحریر، جس سے مشامِ روح و جاں اور دل و دماغ معطر ہوئے بلکہ دل ناصبور کو جذب و کیف اور دنیائے وجد وشوق کی پُر بہار وادی میں پہنچا دیا۔ پرنم آنکھوں اور اشک آلودہ نین سے اسی تحریر دلپذیر سے بصارت اور بصیرت کو ٹھنڈک پہنچاتا رہا۔ ماشاء اللہ اس کے پڑھنے سے دل پر جو روحانی کیفیت طاری ہوئی اور وجدان و ذوق نے جو طراوت اور بالیدگی محسوس کی وہ بیان سے باہر ہے بلاشبہ یہ تحریر ادبِ عالی کا ایک حسین مرقع و مرصع ہے اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ......

تمام شب تری تحریر نے سونے نہ دیا — اسی کے کیف نے تاثیر نے سونے نہ دیا
عجب انداز میں یہ ِ قلب و جگر — وفورِ شوق کی تعبیر نے سونے نہ دیا
دلِ بے تاب کی وارفتگی کا حال نہ پوچھ — مقامِ عشق کی تفسیر نے سونے نہ دیا
ادبِ عالی کا فانؔی یہی ہے تاج محل — مجھے اس شوکتِ تعمیر نے سونے نہ دیا

☆ ☆ ☆

زندہ ہوں لیکن شہید عشق بھی
یہ حیات جاودانی اور ہے
ہوں مرید میر و غالب شعر میں
پھر بھی لیکن رنگِ فانؔی اور ہے

(فانؔی)

روز و شب گاتا تھا جو نغمے تمہاری یاد میں
وسعت صحرا میں وہ نغمے فنا ہوتے گئے

(فانؔی)

☆ ☆ ☆